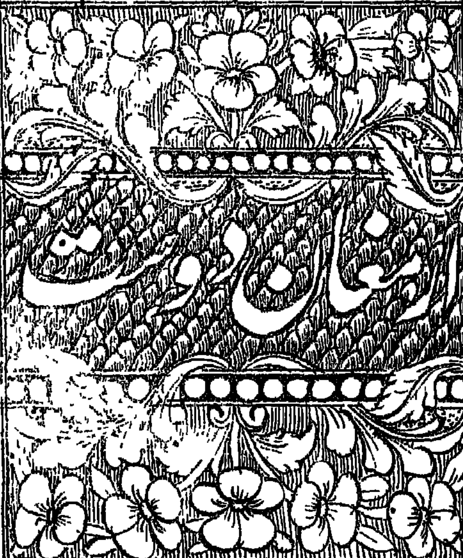
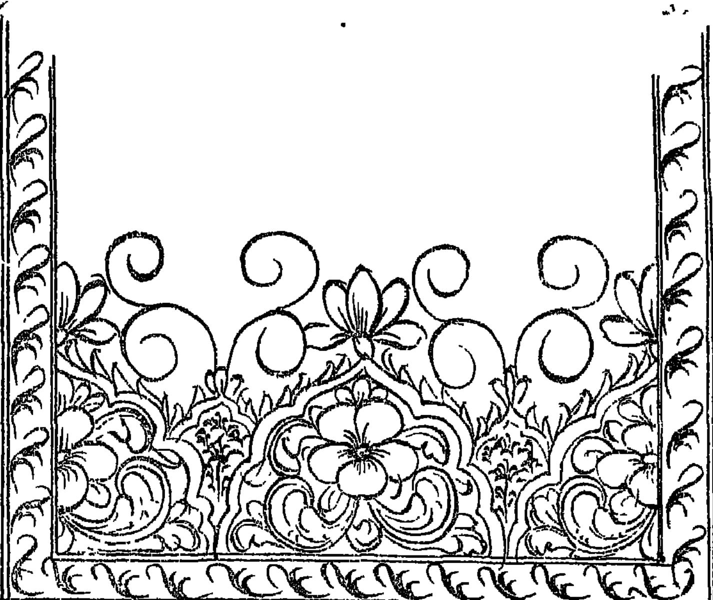
بعون صانع عالم تمکین و فضل خلاق زمین و زمان

داستان حیرت انگیز و فسانہ عبرت آمیز با نثر مسجع و نظم عشقی مشہورہ



از بلند خیالی حکیم قاضی محمد رضی صاحب متخلص بہ رضی حسب فرمایش مصنف مدظلہ

مطبع نامی منشی نولکشور میں بزیبائی طبع



بسم اللہ الرحمن الرحیم

کب ادا ہو حمدِ حق انسانِ بے بنیاد سے
عاجز و خاطی و عاصی آثم و ناشاد سے

جس نبی کا مدح خوان معبود ہے قرآن مین
وصف اوسکا کب بیان ہو اضعف الافراد سے

کب ادا ہو منقبت آلِ رسول اللہ کی
اس زبان سے اس دہان سے اس دلِ ناشاد سے

دیکھنا محشر مین میری سہلے ہوگی مغفرت
مجکو الفت ہے نبی کی آل سے اولاد سے

وِرد ہے نامِ ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ
ہے زبان عذب البیان ان چار تن کی یاد سے

سیلِ غم سے قصرِ ہستی بنگیا شکلِ حباب
اب کنارہ چاہیے دارِ خراب آباد سے

زلف پیچان روے دلکش چشم شہلا سرو قد
کم نہین سنبل سے گل سے نرگس و شمشاد سے

چھوٹ جاؤن قیدِ غم سے رنج سے ہو مخلصی
عرض ہے اتنی میری شاہنشہِ بغداد سے

مرغِ دل اوجھا ہے زلفِ صاحبُ اللیل مین
طائرِ جان کو مرے پروا نہین صیاد سے

زلف سے سنبل کو ہو دعویٰ ہمسری کو کیا مجال — سرو کب ہمسر ہوا اونکے قد آزاد سے

عشق ابروے محمد مین ہمین ہر روز عید — چرخ بھی چکرا گیا شور مبارکباد سے

بھیج ہر دم اوس نبی پر دل سے صلوٰۃ و سلام — بھول مت غافل نہ ہو اکدم خدا کی یاد سے

غوث الاعظم کی مدد ہو امی رضیؔ کچھ غم نہین
گردش گیتی کے جور و ظلم سے بیداد سے

تمہید

خبردار او خامۂ دلفگار — نگارندۂ داستان نگار

دکھا دے مرے دل کو سیر چمن — پلا دے مجھے بادۂ ہوش زن

صدا کے لیے آج باد صبا — شگفتہ ہو غنچہ دل زار کا

نسیم تمنا کو ہوا امتیاز — اوڑین جیسے گل کی طرح دل کے راز

وہ سرمست ہون بادۂ شوق سے — کہ بیہوش ہون نشۂ ذوق سے

می ناب وحدت کا ہو دمین جوش — رہے ماسوا کا نہ پھر مجھکو ہوش

جو روشن ہین پیر مغان کے دماغ — چمک کر نہین گوہر شب چراغ

یہ کیسے تصور مین ہو جان کنی — نکلجائے اس دل سے ماتمی

بہم ساقی و جام و دلبر ہے آج — شراباً طہورا میسر ہے آج

یہ قصہ کہ وحشت ہو تقریر سے — قیامت بپا ہوئے تحریر سے

قلم کو یہ قدرت یہ طاقت کہان — رضیؔ کیا لکھے داستان نہان

التماس

اصرار دوستان صمیمی محبان قدیمی سے یہ جور دیدہ ستم کشیدہ خطا کیش جہاندیدہ

خلوص مذہب وفا مشرب آثم و عاصی محمد رضی عرض حقیقت گذشتہ کرتا ہے وقت رفتہ یاد دلاتا ہے خواب خرگوش سے جگاتا ہے نیند غفلت سے چونکاتا ہے پر اس تحریر کا مطلب وہ سمجھے جو ہم نوالہ تھا اس پیمانے کا ہم پیالہ تھا نام اسکا

ارمغان دوست ہے حقیقت مین ہمہ اوست ہے

لمولف

دل یہ کہتا ہے کہ لکھ حال کچھ اپنے جی کا — صحبتین گذری ہوئین یار کو اب یاد دلا
جوش زن بحر سخن طبع رسا ہے غواص — آج تو کچھ در مضمون کے تماشے دکھلا
سوز غم سے ہین کلیجے مین پھپھولے لاکھون — سوزن خامہ سے ٹوٹینگے کسی دم مین جلا
سب کرشمے ہین اسی دور جہان کے یکسر — اسکے تبدیل و تغیر مین نہین شک اصلا
آپ جان دیتے ہین جی کھوتے ہین کر کے نام — اے دل زار ہے بے فائدہ تیرا یہ گلا

پند

اک نیا سانحہ الفت کا بیان ہوتا ہے — چند گذری ہوئی صحبت کا بیان ہوتا ہے
حضرت دل کی کرامت کا بیان ہوتا ہے — اپنی کچھ شومی قسمت کا بیان ہوتا ہے

جسکو سنکر دل عشاق تو گھائل ہو جائے
کوئی بیجان وہین ہو کوئی بسمل ہو جائے

المدعا

ایک شب شب تنہائی مین ہو کا عالم تھا۔ کوئی مونس تھا نہ ہمدم تھا۔ چاندنی چادر نور کی صحن خانہ مین بچھائی چھٹکی تھی۔ ماہتاب کی مہتابی عرش بریں سے فرش زمین تک متجلی تھی۔ گل انجم سے چرخ نیلگون رشک گلشن تھا

موجود ہے عالم فانی تاب ہو سکتا عقل و تمیز سے دور۔ حیرت ہے موتوا قبل ان تموتوا
کے کیا معنی۔ اس معنی مین صریح حیرانی۔ بس یہ نیرنگی اوسکی قدرت کاملہ کی بوالعجبی کا
نمونہ ہے۔ قلت کو کثرت سمجھے تو بھی صنعت بیچونی کا شمہ گونہ ہے۔ غرض باغبان ازلی
نخلبند لم یزلی نے اس تختۂ خاک پر جو گل کھلائے ہین۔ نئے رنگ و بو دکھلائے ہین
برگ نو رستہ نے سبزہ نکالا ہے۔ تو غنچۂ ناشگفتہ نے اور ہی گل کھلایا ہے۔ آج بہار ہے تو کل
خزان در پئے آزار ہے۔ سنبل بار تامل سے پیچدار ہے۔ اس غم سے لالہ داغدار ہے۔ شعر

اس گلشن ہستی مین عجب سیر ہے لیکن	جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم ہے خزان کا

بس یہ گل بوٹے گھاس پتے اوسکے معنی وحدت کے کرشمے ہین۔ مطلب قدرت کے
تتمے ہین۔ اوسکی ذات دائم قائم پایدار ہے۔ واحد لاشریک اوسکی شان جبار ہے۔ اور
دنیا عبرت و دید کی جا کائنات سب بے ثبات ہے۔ اپنی کمائی اپنے ساتھ ہے۔ تا امکان
بشری یا وسعی۔ وحق معرفت خالق ذوالجلال والعظمت مین مصروف ہونا باوجود
ہر ہر مرتبہ تعلق دنیاوی غافل شاغل رہنا جو دم گذرے نفس نفیس پر دال ہے
افضل الاعمال ہے۔ بیت جاگنا ہو جاگ لے افلاک کے سائے تلے ✤ ورنہ سونا ہے
تجھے اس خاک کے سائے تلے ✤ خیالی لذت مزہ کی فرحت سے مسرور تھا۔
نشۂ سرور سے چکنا چور تھا۔ کہ ایک شفیق رفیق مونس غمخوار جان نثار طرار طرحدار
سیمین تن غنچہ دہن۔ ماہ خد۔ شمشاد قد۔ گلرخسار گلزار بہار۔ اور رفتار رشک
کبک کوہسار۔ نشۂ نخوت سے مخمور۔ دولت حسن و حسن دولت سے مغرور۔ مشکبو
خوشخو گل رو۔ سنبلہ خیز۔ زلف سیاہ عنبر بیز۔ خم ابرو ہلال عید۔ رخ تابان قابل دید
اور شربت قند۔ چہرۂ ارجمند پر داغ حسن کے پیدا۔ گویا گرد ماہ ہجوم سیارہ ہویدا۔ بیت

دانۂ چیچک نیست بر رخسارۂ جانان من
شربت قند است کو یا تخم ریحان بر سبو

ایک تو تھا کچھ بھرے دو جیسے انجمن سار
ہاں رسے بورو دیت مین متوارسے تیار

بر سبیل معترضہ

کسی زمانے مین دل بیدل کو اوسے تعلق تھا۔ خیال خوشی مین سراسر قلق تھا کشش دل گاو کہربا کی صورت دکھاتی تھی۔ تپش خاطر نقش مقناطیس کی کیفیت جاتی تھی۔ عین محبت سے پیش نظر رکھتے۔ مردم پتلیوں مین جگہ دیتے۔ مرغ جان ہوا خواہی مین قربان۔ زیر قدم دین و ایمان۔ خوف اقران نہ ملامت جہان۔ اک دم کی جدائی کاہش جان۔ بلکہ آفت کا سامان۔ حسن خوب دل سے مرغوب خواہش محبوب ہمہ دم مطلوب ✽

للمؤلف

دیکھ کر اوس جوان رعنا کو
رشک مہ غیرت مسیحا کو

یہی جی مین خیال کچھ دیجے
دل صد پارہ پیشکش کیجے

طرز رفتار اور طریق کلام
بھولی باتون کا ولیہ نقش مدام

دل مین سو بار با دل رنجور
اونکے کوچے سے ہو گزار ضرور

سو بہانے سے جا کے دیکھ آنا
اور مژگان کی برچھیان کھانا

گر کسی سے وہ ہمکلام ہوا
مین جلا بھنگیا تمام ہوا

ہنسکے بولے تو جا مین جان آئی
ترچھی چتون سے پھر غشی چھائی

طائر دل کا ہی رضی نزار
دام کاکل سے چھوٹنا دشوار

گرگ گشتہ خاطر نے اپنا بھی رنگ جمایا تھا دل مین جگہ پایا تھا او دھر بھی

رغبت تھی کچھ نہین تو تھوڑی سہی مگر محبت تھی خوان عنایت سے حصے ملتے تھے
تقدیر کے لکھے گھر پہونچتے تھے اونکا تفضلات سے سب کچھ میسر تھا دولت وصال
پر خزانہ قارون مد نظر تھا ۔

لمؤلفہ

گھر پہ اپنے کبھی جو چلے آتے	جاتے وہ ساتھ دل لیے جاتے
کھڑے رہتے امیدواری مین	سر بازار انتظاری مین
موہو حال دل سنا دیتے	اپنے جی کی نہین بتا دیتے
ٹوٹا الفت سے خوا لپٹ جاتے	گر محبت سے وہ چمٹ جاتے
آشنا تھے وہ بحر الفت مین	شہرہ دہر تھے محبت مین
کہتے تھے ایک دم نچھوڑینگے	کبھی الفت سے منہ نہ موڑینگے

اسے رضی اسقدر عنایت تھی
ہر جگہ ذکر تھا حکایت تھی

کچھ دن یون ہی نبھے تھے سلامتی سے گذرے تھے آخر گردون دون تفرقہ پرداز
بوقلمون نے رشک کھایا۔ تفرقہ دکھایا۔ یعنی مزاج اقدس مائل صحبت ناجنسان
انس رقیبان مونس جانان ہو۔ عنایت بے غایت مین کمی ولین برہمی پیدا کی
پہلے شکوہ و شکایت کے دفتر کھلے ۔ برے بھلے ۔ دیکھے بھالے ۔ آخر دن رات کے
جھگڑے ۔ روز مرہ کے بکھیڑے ۔ ہردم سرکہ جبینی ہر ساعت کی ترش روئی سے
دل کھٹا ہوا۔ طبیعت اوچٹی۔ تقدیر الٹی۔ سمجھانا زہر تھا۔ بولنا قہر تھا۔ باتون
باتون پر لڑتے ۔ یون بھی بگڑتے ۔ رقیبون کی شہ ملتی بھلا وہ کب سنبھلتے ۔

غرض یہ نوبت آئی۔ زمانہ نے نیرنگی دکھائی جانبین کی یہ صورت ہوئی کہ دورت طبیعت سے یہ حقیقت ہوئی اودھر تکدر ملال سے آئینۂ دل پر غبار ادھر عین صفائی سے حیران با صورت سوگوار اودھر نشۂ سرور کا مارا ور صحبت اغیار ادھر چشم اشکبار رشک ابر نو بہار

قطعہ

گراں بت سنگ شوخ خیز و طرفے ساز و طرفے نمک و ستیز و طرفے
چون ہیزم تر دل حسن خیم ور دا سوز و طرفے و اشک ریز و طرفے

آخر کھنچا و طبیعت نے دل کو پھیرا صورت سے نفرت ہوئی صحبت سے وحشت ہوئی غمزہ بیجا کب بھاتے شوہ بیوفا کب خوش آتے مہر و محبت پیام و سلام سب جاتے رہے ناز و انداز کے انداز اور ہی نظر آتے شعر تحسین غیروں سے کم

فرصت ہم اپنے غم سے کم خالی + میلوس ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی +

دل بہلانے او طبیعت کے سمجھانے کو اکثر یہ پڑھتا او سنا بھی دیتا تھا

لمؤلفہ

بانی جور و جفا ظلم و ستم کے بنیاد اپنے شیدا پہ بھلا ایسی جفائیں بیداد
رابطہ غیر سے تھا یوں نہ لگاوٹ سب سے او جفا کار یہ انداز ہیں سیکھے کب سے
ایسی کیا چاہ ہیں تیرے اسے ہائے ظالم وہ فقط رسم محبت جو بھلائی ظالم
پاس آتے تجھے کسی سے نہ کہیں جاتے تھے اپنے سائے سے سدا آپ ہی شرماتے تھے
اب تو صحبت ہے نئی طور نئے بات نئی یار اغیار ہوئے لطف ملاقات نئی
آپ کی پہلی عنایت وہ کہاں ہیں کہیے وہ سے مہر و محبت وہ کہاں ہیں کہیے

کیا ہوے آپ کے وہ لطف و عنایات و کرم
کیا ہوئی آپ کی وہ مہر و مروت ہمدم

حیف صد حیف چھپا جب سے یہ شیدائے جمال
آجتک تو نے نہ پوچھا کہ ہے کس طرح کا حال

خیر اچھا ہوا مطلق نہیں پروا ہمکو
خوبصورت ہو تو سیرت نہیں کچھ کیا ہمکو

تمنے کی ترک محبت تو مجھے پاس نہیں
غم نہیں رنج نہیں ہاں کوئی وسواس نہیں

تمنے کی ترک محبت تو مجھے پروا نہیں
رشک یوسف بھی اگر ہو مجھے پروا نہیں

تمنے کی ترک محبت تو مجھے کیا مطلب
تم پہ ہوں شیفتہ جان باختہ بے سبب

ہر گھڑی دیکھ کے وہ کہتے ہیں تمکو جو خوشی
تم نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی

لو طرحدار مجھے بھی کوئی ملجائیگا
دل کسی عاشق بیتاب کا پھر آئیگا

عمر بھر آپ ہی پچھتاؤ گے یہ یاد رہے
ہاں کہے دیتے ہیں غم کھاؤ گے یہ یاد رہے

اب نہ بولونگا نہ بولونگا کبھی یاد رہے
پھر نہ پوچھونگا نہ پوچھونگا کبھی یاد رہے

ہم کہے دیتے ہیں آخر مجھے بلواؤ گے
ایسا جانباز کہیں اور نہیں پاؤ گے

آپ کے عارض گلرنگ کا بلبل تھا میں
آپ کی بزم محبت کا تجمل تھا میں

خال تھا چہرۂ زیبا کا تمہارے بیشک
زیب تھا روے مصفا کا تمہارے بیشک

تھی مجھی سے ترے بازار وفا کی رونق
تھی مجھی سے ترے بازار حیا کی رونق

تم زلیخا تھے اگر یوسف کنعان تھا میں
آپ عذرا تھے اگر وامق دوران تھا میں

ہاں اگر آپ تھے لیلی تو یہاں ہم مجنون
آپ شیرین تھے تو میں غیرت فرہاد زبون

آپ کے کاکل مشکین تھے جنون کی زنجیر
صورت قیس ہوے اسلیے ہم اسکے اسیر

پھیر دی تقدیر بھی کچھ آپ کے بانی جفا
جسکی آخر یہ ہیں یوں راہ تباہی حسب

دست بستہ یہ گزارش ہے بصد عجز و نیاز
کیسے بھاتینگے بھلا آپکو ایسے انداز

کاش ہوتا بھی اگر مجھ سے کوئی امر خلاف — لطف تھا دل کی صفائی کا کہ کہدیتے معاف

عفو بھی ورنہ عالی ہو اگر کیجے معاف — قول ہو اپنا کہ آیدز کریمان الطاف

منتظر لطف کا محتاج ہو دلدادۂ ناز — لطف فرمائیں اے شاہ بتان بندہ نواز

لطف فرما کہ ندارم چنین تاب عتاب — گرمی کن بمن خستہ و خود رفتہ خراب

لطف فرما کہ زحد میگذرد درد فراق — لطف فرما کہ زدل ور ترود درد فراق

ابر نیسان کرم بر من مسکین بنگر — ور دریاے نعم بر من غمگین بنگر

بادشاہ کرم و کشور حسن و اخلاق — نیر برج صفا گوہر درج اشفاق

بندۂ زار رضی چاک گریبان مضطر
ہتو جان دادہ و جان باختہ حیران ششدر

آور کبھی فرط بیخودی میں یہ سناتا

شکر صد شکر ہوئی جلد رہائی تجھسے — اب تو تا حشر مکدر ہو صفائی تجھسے

وضع اپنی نہیں کیا کیجے برائی تجھسے — نہ ملین پر جو کہے ساری خدائی تجھسے

بخدا ملنے سے ہم ہاتھ ترے دھو بیٹھے
خوش رہو تم کہ تمھیں کھو کے دل کو بیٹھے

اب قسم کھاتا ہوں لو دل نہ لگاؤنگا کبھی — دولت وصل نہ اسطرح اوٹھاؤنگا کبھی

گر طرحدار کبھی اس دہر میں پاؤنگا کبھی — ربط تو کیا ہو نہ میں پاس بٹھاؤنگا کبھی

موسم اب دل کے لگانے ہی کا جاتا نہ رہا
ربط کیا خاک کریں اب وہ زمانا نہ رہا

بر زبان یارون کے یہ ذکر رہیگا ہر بار — گو کہ عاشق تھا مگر تھا یہ بڑا غیرت دا

دیکھ بد وضع کیا دیکھیے ایسا انکار | سر پٹک مر گئے بس پر نہ ملا وہ دلِ ہنار

کرے معشوق کسی سے تو وہ غائی کرے
پیچ کرے بات کی عاشق تو بھلا ایسی کرے

بیت

میروم از درِ تو باز بتو رو نکنم | گر درت کعبہ شود سجدہ بآن سو نکنم

اور کبھی حالت بیتابی میں یہ غزل پڑھتا

یہ اشک چشم نمین اب جم رہے رہے نہ رہے | حباب وار کوئی دم رہے رہے نہ رہے
عرق ہو منھ پہ ترے خوشنما صنم لیکن | ہمیشہ گل پہ یہ شبنم رہے رہے نہ رہے
قمر کو ہوتا ہی ہر ماہ مین کمال زوال | ترے بھی حسن کا عالم رہے رہے نہ رہے
تو اپنے شیوۂ جور و جفا سے مت گذرے | تری بلا سے مرا دم رہے رہے نہ رہے

بیان وصف جدائی مین کیا کرون آصف
یہ اتفاق ہو باہم رہے رہے نہ رہے

مدتوں کی دوری زمانہ کی مجبوری سے رشتۂ تعلق ٹوٹ گیا تھا۔ دام محبت سے دل چھوٹ گیا تھا بعد ایام کے یکایک تشریف لائے۔ قدم کی آہٹ پائی۔ چونکتے ہوئے تکنے لگے دل دھڑکنے لگا۔ سینہ پھڑکنے لگا۔ بوئے محبت آئی۔ شوق استقبال نے پیشقدمی چاہی۔ بیساختہ اوٹھ کھڑا ہوا۔ معانقہ کیا بٹھلایا بیت

وہ آئے گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہو | کبھی ہم اونکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

شعر

پس از مردن مرا آن سرو قامت بر مزار آمد | قیامت آمد اما بعد چندین انتظار آمد

نہلے دریاے بیخودی مین خوب سے غوطے لگاکے ڈوبے اترائے پھر عالم محویت سے
ہوش ہوا حواس مین آئے طبیعت کو سنبھالا۔ بغور دیکھا بھالا۔ تو وا عجب حال
ہی بہار جمال پامال سر سرو بال ہی چہرۂ ارغوانی بار ناتوانی سے زعفرانی ہی نہ آئین
دلستانی ہی نہ غیظ جوانی ہی جعد سنبلین کاکل مشکین کالے ہو ڈستے تھے تاب پیچاب سے
سیدھے ہین نہ مار پیچان ہین نہ آشوب جہان ہین۔ چاہ ذقن خاشاک وبال سے
بھرے ہین ڈوبنے والے زیرامان ہین محافظ جان ہین نہ خونخواری ہی۔ نہ
خود آرائی ہی نہ دل آزاری ہی نہ رعنائی ہی مشتری کے ہاتھ بکے ہین زلیخا سے
یوسف بنے ہین دل افسردہ غنچۂ ناشگفتہ کی تمثیل ہی۔ بوے گل نسیم سحری
اڑا لگئی نالۂ بلبل سے دلیل ہی چہرے سے افسردگی عیان ہی سوز جگر کی گرمی
نمایان ہی پوچھا مزاج کیسا ہی حقیقت کیا ہی بولے شکر اسکا ہی اچھا ہی کہا وہ
حسن کی چڑھائی ہی ہی یہ اترائی کیسے کیا ہی کہا انقلاب زمانہ کا دورہ ہی جاے تعجب
نہ مقام غور ہی اوسکی قدرت کا تماشا ہی

	قطعہ	
سوال کردم وگفتم جمال روے ترا		چہ شد کہ مورچہ درگرد ماہ جوشید است
جواب داد ندانم چہ بود رو یم را		مگر بہ ماتم حسنم سیاہ پوشید است

	شعر	
مین نے پوچھا کیا ہوا وہ آپ کا حسن و شباب		ہنسکے بولا وہ صنم شان خدا تھی مین نہ تھا

پھر تو باتون باتون اگلی حکایتون کا مذکور ہوا دل ملول مسرور ہوا نشۂ خیالی
خوب جمے نیرنگ زمانہ کے دفتر کھلے کہا خلوت خوا ہش مین لعبت دلفریب آنا

بحر عنایت سے گوہر مقصود پانا کہو کیا تھا کہا تقدیر کا لکھا ابتدا کا زمانہ مقدر
کا بہانہ اور کیا تھا کہا فرط اشتیاق سے بحر جنون کا جوش کھانا لہرانا طائر دل کا
دام کاکل مین پھنس جانا گھبرانا کہو کیا تھا کہا شمع رو کا پروانہ ہونا جی جلانا تیر
قضا کا نشانہ ہونا جان کھونا اور کیا تھا کہا صرصر مفارقت سے نہال اشتیاق کا
مرجھانا سموم مہاجرت سے ازہار مراد کا کمھلانا کہو کیا تھا کہا نور کے تڑکے نسیم
سحری کی ٹھنڈک سے غنچۂ تمنا کا مسکرانا گل مقصد کا کھلجانا اور کیا تھا کہا
سر شام ناکام مہرو زہرہ جبین کی ملاقات ہیہات ہیہات طائر آفتاب جہانتاب
کا آشیانۂ مغرب مین چھپنا دونون وقت کا ملنا رخ انور کی چمک رنگت کی دمک
پر تو جمال مہ تمثال سے شفق کا پھولنا اور یہ شعر یاد آنا شعر شفق پھولی نہین
کچھ آسمان پر + مگر ہے عکس تیرے رنگ رو کا + کہو کیا تھا کہا وہ لوچ
نزاکت سے ہمکلامی سرو خوبی کی خوشخرامی نخل مراد کی باروری نرگس چشم کی
عشوہ گری وہ حسن خداداد کا تاسف گردش چرخ پر تحسر نا صور جگر مین کیا تھے
کیا ہوے گم گشتہ بیخبر ہین اور کیا تھا مصرعہ آن قدح بشکست و آن ساقی نماند شعر

	اے مصحفی ہین وہ کون کیا پچھلی صحبتون کو بن بن کے کھیل ایسے لاکھون بگڑ گئے ہین	

فی الحقیقت

ذرا بلبل خامہ ہو نغمہ زن	کہ یاد آگیا ہے وہ گل پیرہن
وہ بوٹا سا قد جیسے شمشاد ہو	جسے دیکھکر رنگ بہزاد ہو
وہ رفتار آفت قیامت کی چال	دل عاشقان جس سے ہو پائمال

جلو میں حسینانِ عالم ہزار | قریب و بعید و میین ولیا نہ
نگاہوں کی اونکی دل آزاریاں | وہ چتون کی رہ رہ کے خونخواریاں
وہ تاریک شب اور وہ رشک ماہ | وہ روئے منور پہ خالِ سیاہ
وہ گیسو بھی اسطرح بل کھاتے تھا | و رشتون کا دل جسپہ لہراتے تھا
وہ سرمے کی آنکھونمین تحریر تھی | کھنچی صاف کافر کی تصویر تھی
وہ یاقوت لب رشک لعل یمن | وہ مرجان سا پنجہ وہ غنچہ دہن
وہ ابروے خمدار رشکِ ہلال | تھی وہ سرگین چشم رشکِ غزال
وہ چاہ ذقن جسمین یوسف گرے | زلیخا سدا با دلی ہو پھرے
کمر ایسی پتلی نہ ٹھہرے نگاہ | وہ ملکِ عدم کی بتاتی تھی راہ
مسیحا کو سکتا ہو گفتار سے | قیامت اوٹھے صاف رفتار سے
نہایت ہی خوشرو تھا وہ گلبدن | اگر دیکھے بلبل تو ہو نعرہ زن
وہ حسن اوسکا عالم مین مشہور تھا | حقیقت مین وہ غیرتِ حور تھا
وہ صحرا نوردی گذرگاہ دشت | ہوئے بیخودی مین دلِ زار مست
او روہ سیر گلزار رنگ بہار | شراب و کباب و بتِ گلعذار
نہ غم رہ نہ فکر زمانے سے کام | بعیش و خوشی لا اوبالی مدام
ادا غمزہ و ناز مشکل رہی | نئے ڈھب کی باتونمین بازیگری
نہ وہم خیالی اور وہ خبطگی | اودھر دست و بازو پہ خود رفتگی
زبان پر اگر ہان تو دلمین نہین | بھرا سینہ کینے سے تھا بالیقین
ہوسے مجھسے کیا یک بیک برخلاف | کہ جاتا رہا دم مین وہ حسن صاف

نہ وہ گل رہا پھر نہ وہ گلستان — گلستان عشرت مین آئی خزان
نہال تمنا بنا حنا نہ زاغ — نہ وہ بوستان ہے نہ ہو اب وہ باغ
دریغا کہ شکست آن جام مُل — دریغا کہ نشست باخار گل
تہی گشت شیشہ و شکست خُم — صراحی سبو از میان گشت گم
نماند آب گوہر نہ آن گوہری — نہ آن قدر جوہر نہ آن جوہری
ببند از شیشہ بیفگن سبو — بمہر حسینان نیاید رو
بہ آن بوستانے کہ دارد خزان — مگر وو رباشی کہ باشد زیان

باین گردش چرخ گردان نگر
رضی از غم خویشتن درگذر

ایک تو شب ماہ اور سناٹے کا عالم خلوت وقت صحبت یار طبیعت کو ابھار آ و وہ یاد اشتیاق جور فراق - وہ نازنا رجمندی خود خواہی و خود پسندی - بد خوئی - عربدہ جوئی - وہ دل آزاری و دلداری آور حسینون کی وہ خونخواری آہ حسن خداداد پہ شیدائی بیجیائی اور وہ رسوائی طرۂ طرار کی بلداری مار زلف کی خونخواری - صدمۂ دوری غم مہجوری وہ گریہ وزاری اختر شماری وہ سوز انتظار اور چشم اشکبار یکسر ذیشان نظر جلوہ گر ہوا - پھر تو دور و جگر ہوا حسرت چھائی غشی آئی حواس باختہ ہوش فراموش ہوا - جابجا شین سے ولولہ جوش ہوا کچھ تامل کچھ تاسف آو دھر دست لبسر آو دھر انگشت بدندان حیران سیل اشک روان یاد حکایات گذشتہ و وقت رفتہ سے پہلے بشاق ہوا پھر استغراق ہوا محو بیخودی ہو تا دیر تصویر تمثال نقش دیوار بنے عین حیرت سے بیحس و حرکت ہوسے آخر دل سینے مین مچلا کلیجہ اوچھلا

بیساختہ آہ بانالۂ جانکاہ بلند ہوا جان دردمند ہوا قطعہ

ہوئے اسطرح نالون سے ہمارے دل کے سو ٹکڑے — کہ جیسے ہون کسی صدمہ سے ظرف گل کے سو ٹکڑے

رکھون ہون بہر تسکین سل اگر سینہ پہ اے ہمدم — تو ہوتے شورش نالہ سے ہین اُس سل کے سو ٹکڑے

آخر دل دلدار مضطر مزاج یار منتشر دیکھہ یہ کہا بہر تسکین خاطر حزین سمجھایا۔ بیت

جز حسرت و افسوس نہین ہاتھہ کچھہ آتا — ایام گذشتہ کو کبھی یاد نہ کیجے

آب خیال گذشتہ سے کیا سود ہے۔ کیا نفع کیا بہبود ہے خیال حال سے ملال ہوتا ہے جنون ابھرتا ہے دل دُکھتا ہے۔ کہان کا قصہ کہان کی بات بس گذشتہ را صلوات بولے اے یار گو وہ حالات قصہ حکایات مین شامل ہین آپکے قائل ہین بیشک لاطائل ہین بادی النظر مین تکرار کلام مالیخولیا کی دلیل ہے حضرت جنون کی تحصیل بے قال و قیل ہے پر انسان دور آخر کیف ظاہر مین غور کر اگر سرور خیالی کے نشے جمائے دیکھے بھالے طبیعت کو سنبھالے تو یہ طریقت ہے۔ نور احدیت پرتو صمدیت بصر بشری مین شان شریعت سے جلوہ دیتے ہین غیب کے پردے کھلتے ہین آخر مجازی سے حقیقی مین سنبھلتے ہین یہ معرفت حقیقت مین حقیقت ہے دیکھیے عشق صادق تصور اتو معشوق مقصود کو عاشق کے گھر پہونچاتے ہین مفلس زر گھر پاتے ہین دامن مطلب بھر جاتے ہین غم فرہاد مین شیرین نے جان شیرین دی مجنون کی آشفتگی پر لیلی کو شیفتگی ہوئی یوسف نے منصب زلیخائی پایا۔ جذبہ عشق نے آخر اپنی کشش دکھایا مشہور ہے۔ کیکو سینگ ہوسے تھے معروف نزدیک دو دور ہے۔ اسی کا نام موتوا قبل ان تموتو اکا مقام ہے جنکے نصیب ہین وہ پاتے ہین صدق تصور انھین کا کام ہے زندہ دم موت بھرتے ہین بیٹھے

لامکان پہونچتے ہین یہ عالم نیست ہی اسی کے پیرایے مین ابراہیم ادہم نے دلق پوشی کی سہلول نے بے دامون بہشت بیچی منصور نے کلمہ حق سے انا الحق فرمایا شمس تبریز نے اور ہی دھوم مچایا معروف الی الآن ہی کل من علیہا فان ہی پھر توفیض کلام یار وارشاد دلدار سے وہ رکی سوجھی معنی ہوتوا محبوب سمجھے یعنی قبل موت کے جو فوت ہی وہ عشق الٰہی کی موت ہی عشق اللہ فنا فی اللہ ہی و اللہ ہو اللہ ہی پس اس جہان گذران فیح و ناپایدار کے اثبات سے بے ثباتی کو چشم غور و نگاہ تامل نے نظر جمائی دیکھا تو وہ فی پل پل مین تغیر منٹ منٹ مین تبدل نظر آئی دیتا ہی و آز فنا کا بقا۔ فنا دکھائی دیتا ہی جو کل دیکھا آج مفقود ہی کل اور ہی رنگ موجود ہی۔ نفس الامر مین دنیا عالم خواب ہی تمثیل اسکی حباب ہی بخت بیدار ہوشیار ہی جنکے نصیب جاگے وہ بیدار ہی اور اسی پیرایے مین شاعر خوش نہاد میان آباد نے چند کلمے لکھے ہین و نصیحت کو رشتہ تقریر مین پروئے ہین سمجھنے کے قابل ہی جو نہ سمجھے غافل ہی

ترجیع بند آباد

غافل مآل کار ہی تیرا فنا فنا	غنچہ جہان مین کرتی ہی کیا کیا بپا فنا
دنیا مین لاکھون ہو گئے شاہ وگدا فنا	کچھ اپنے ور وکی نہین کہتی صدا فنا
کرتی ہی روح جسم سے جب دم جدا فنا	ہی کون جو جہان مین نہ ہوگا بھلا فنا

درپیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل ہوش باش اجل عنقریب ہی

غفلت سے چونک ہوش مین آ تنبیہ ہو	غافل خدا کی یاد سے تو عمر بھر نہ ہو

جو یا عبا و قبا کا ہو جو یا ے زر نہو ۔ دشوار ہی سفر کہ جو زاد سفر نہو
خوف اجل سے ایک گھڑی بے خطر نہو ۔ اوس دل سے سنگ خوب کہ جسکو اثر نہو

در پیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل ہوش باش اجل عنقریب ہی

ہرگز نہین طلسم خیالی سے کم جہان ۔ دیکھو ثبات اسکے تماشے کو ہی کہان
سُن لو زبان حال سے ہی گور کا بیان ۔ لاکھون ہی مجہ مین ہو گئے بے نام و نشان
مورون کو بھی ملا ہ سلیمان کا استخوان ۔ کتنے ہی خاک ہو گئے رستم سے پہلوان

در پیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل ہوش باش اجل عنقریب ہی

غافل خیال و خواب ہی دنیا کا ماجرا ۔ پیدا جو صبح ہی تو نہین شام کا پتا
شیون کہین ہی اور کہین غل نشاط کا ۔ اہل دول بشر ہی کبھی اور کبھی گدا
مسند کہین ہی اور کسی جا ہی بوریا ۔ اس انقلاب سے یہی حاصل ہی مدعا

در پیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل ہوش باش اجل عنقریب ہی

بندہ ہی تجھکو چاہیے عشق خدا ضرور ۔ توبہ ضرور کر کہ کیے ہین بہت قصور
یاد خدا مین چاہیے با قلب با حضور ۔ غفلت کو چھوڑ حق نے دیا ہی تجھے شعور
وہ سر کہان گئے جو سراسر تھے پر غرور ۔ مرقد مین استخوان نظر آئینگے چور چور

در پیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل ہوش باش اجل عنقریب ہی

کراماً نے نیک و بدمین تو ہر وقت امتیاز	اعمال نیک کر کہ شب عیش ہو دراز
لازم یہ ہی زبان سے تو کر شکر بے نیاز	خالق کرے جہان مین تجھے سب سے سرفراز
صائم ہو معتکف ہو ادا روز کر نماز	پڑھ لے دعا ئے توبہ کہ توبہ کا در ہی باز

در پیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہی

غفلت مین کیون ہی چونک ذرا نوم خواب سے	واقف نہین جہان کے کیا انقلاب سے
غافل نہ رہ جہان مین کار ثواب سے	کم زندگی ہی بحر جہان مین حباب سے
الفت ہی جسکو آل رسولؐ مآب سے	بیخوف و بیخطر ہی وہ روز حساب سے

در پیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہی

لازم ہی دلمین خوف قیامت مدام کر	بندہ ہی تو خدا کی عبادت مدام کر
کیف شراب ناب سے نفرت مدام کر	اعمال بد سے دلمین خجالت مدام کر
صابر ہو کم سخن ہو قناعت مدام کر	دنیا کے کارخانے سے نفرت مدام کر

در پیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہی

غافل نہ رہ نماز و درود و سلام سے	الفت ضرور چاہیے خیر الانام سے
کچھ لے تو چل تو کوچ اگر کر مقام سے	کب دور ہی بہشت علیؑ کے غلام سے
آ ہوش مین ضرور تو میر سے کلام سے	دھڑکا اجل کا تا بہ سحر رکھ تو شام سے

در پیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی	غافل بہوش باش اجل عنقریب ہی

تیرے حضور آج نہو گو بیان گور — کچھ بھی خبر نہ ہوگی تجھے کل میانِ گور
وا ہشت استخوان سے کے لیے ہی دہان گور — اک روز استخوان ہے لبالب ہی خوانِ گور
تو در کے پاسبان کو سمجھ پاسبان گور — اک دن نظر نہ آئیگا نام و نشانِ گور

درپیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہی

آنا جہان مین تجھے بار دگر نہین — کیون اپنے کوچ کی تجھے غافل خبر نہین
عالم مین کون ہی جسے قصد سفر نہین — لاکھون گدا نہین ہین بہت تاجور نہین
نیچے سے شاہباز اجل کے مفر نہین — کیون روز حشر کا تجھے مطلق خطر نہین

درپیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہی

لازم یہ ہی کہ نیک ہون سارے عمل ضرور — گر آج ہی مقام تو ہی کوچ کل ضرور
یان کچھ نہین عمارت و قصر و محل ضرور — بونے سے تخم نیک کے پائیگا پھل ضرور
لازم یہ ہی کہ راہ خطا سے نکل ضرور — آباد سکو جہان مین خوف اجل ضرور

درپیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہی

خاتمۂ ذکر یار جفا شعار

اے خامۂ دلفگار اب خاتمۂ ذکر یار ہی آرمغان یار دل بیقرار ہی یہ نامہ یادگار ہی یا نالۂ دلفگار ہی سوز خاطر سوزان ہی راز نہان عیان ہی آرمغان آشوب جان پر آتش نہان ہی تمہاری بیوفا کا ذکر ہی نہ دنیا ہی نہ عقبیٰ ہی اور یہی فکر ہی ایک دن

کوے یار کے پھیرے تھے اور ہی بکھیڑے تھے غریق بحر الم حواس باختہ ہوش فراموش محو بیخودی مین مدہوش آب نہ وہ یار ہے نہ انتظار ہے نہ شب تار ہے نہ انتشار ہے وہ دن نہین وہ رات نہین وہ لطف نہین وہ بات نہین صبح نہین وہ شام نہین خرام ابلق ایام نہین گلگشت گلشن ہے نہ سیر چمن ہے گل ہے نہ گلزار ہے خزان ہے نہ بہار ہے مصرعہ بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے + کیا انقلاب زمانہ ہے - وہ قصہ اب افسانہ ہے معاملۂ دنیا کو ثبات نہین دم مارنے کی بات نہین نیرنگ زمانہ کے نیرنگ ہین نئے رنگ ہین نئے ڈھنگ ہین کار دنیا پر مکر و کید ہے یار وفادار مونس غمخوار سچ تو یہ ہے کہ گوگرد سرخ لعل سپید ہے - ہے ہے جسطرح معشوق بے وفا غدار ہے ویسا ہی حال دنیای مکار ہے انسان پنبۂ غفلت گوش ہوش سے نکالے چشم بصیرت کو کھولے دیدۂ حقیقت سے دیکھے بھالے تو اس عالم شہود مین منصۂ وجود مین وقت ہستی سے تا بہ نیستی کئی حالتین پیدا ہین اور گو ہستی و نیستی ہویدا ہین اسی مضمون مین شعر مصداق کلام ہے یہ کلام مشہور عام ہے **بیت** ہمچو سبزہ بار ہا روئیدہ ام + ہفتصد ہفتاد قالب دیدہ ام + جو آج ہے وہ کل نہین اور کل مین بھی کل نہین **مصرعہ**

دنیا ہیچ ست و کار دنیا ہمہ ہیچ

قطعہ

کسیکا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہے
کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جسمین شام و سحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

دیکھیے عالم طفلی مین کیا تھا اور پھر کیا جب شعور ہوا اور ہی مذکور ہوا افسوس یکایک رشتۂ محبت یار بیوفا غدار پر جفا مین پابندی ہوئی طریق مجنون مین

سرلبندی ہوئی سمجھا طریق اول ہے۔ یہ مجازی حقیقی کی پہلی منزل ہے۔ تلبیس ابلیس۔ خیال خام مہم غلط سراسر القط۔ اول منزل کھوٹی ہوئی۔ تمہری یار بیوفا سے دل کھٹا ہوا۔ جلبیوں انیسوں مین ٹھٹھا ہوا۔ خوب دیکھا۔ تو کاکل مشکین زلف عنبرین کی بو مین پھنسنا بے نفع ہے۔ بے سود لا ینفع ہے۔ آئین جس گل مین بو نہین۔ جس رو مین خو نہین۔ جس صورت مین وفا نہین جس سیرت مین حیا نہین گوہر بے آب ہے۔ یہ نکتہ لاجواب ہے۔

نیناسوئی سرلیسے کہ جن نینن مین لاج + بڑی بھئین اور رکھ بھری جی کیہو کئے نہ آئی کاج

یہ جو ہین پری رخ کج ادا تو ذرا بھی انسے نہ دل لگا
یہ ہین بیوفا یہ ہین بیوفا یہ ہین سب بے وفا
یہ دکھا کرشمہ سامری یہ پھنسا کے جملہ جہان کا جی
کرے ہین جفا کرے ہین جفا کرے ہین جفا

حافظ

سمن بویان غبار دل چو بنشینند بنشانند
پریرویان قرار از دل چو بستیزند بستانند

بفتراک بلا جانہا چو بربندند بربندند
ز زلف عنبرین دلہا چو بفشانند بفشانند

ز چشم لعل رمانی چو میبارند میخندند
ز رویم راز پنہانی چو می بینند میخوانند

بعمرے یک نفس با ما چو بنشینند برخیزند
نہال شوق در خاطر چو بنشینند بنشانند

چو منصور از مراد آنانکہ بردارند بردارند
کہ با این درد اگر دربند درمانند درمانند

سر شک گوشہ گیران را چو دریابند دریابند
رخ از مہر سحر خیزان نگردانند گردانند

باین حضرت چو مشتاقان نیاز ارند باز آرند
بدین درگاہ حافظ را چو میرانند میخوانند

بس عشق خدا ہی افضل ہی۔ یہ سب سے اکمل ہی اوسکی محبت عین طریقت ہی۔ آگے نہ شریعت ہی نہ معرفت ہی تہی حقیقت حقیقت مین حقیقت ہی۔ نتیجۂ کلام اپنا کلام ہی خاتمہ بخیر ہو تو نیک انجام ہی قطعہ

دنیاے دنی کو جو کہ فانی سمجھے — اور قصۂ عمر کو کہانی سمجھے
دریاے حقیقت مین ہی جائے تیر — جو مثل حباب زندگانی سمجھے

نالۂ دلفگار با یار غدار

آین ارمغان دوست کہ از براے دوست آوردم و دانستم کہ دوستم دوست سراپا مغز ست نہ بے پوست۔ چون پی براز بردم و دیدۂ حقیقت باز کردم یافتم کہ دوستم دوبہ جلے مغز ست و سراپا پوست شعر ما زیاران چشم یاری داشتیم ٭ خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم ٭ آرمغان کہ زبانہ ایست آتش سینہ و شعلہ ایست خاطر بے کینہ آرمغان یاریست و یادگار از کار دلدار۔ و گلہ از جور روزگار آرمغان کہ آشوب جان ست آشوب جان ست آشوب جان و این راز نہان کہ عیان ست نہان ہست نہان آنکہ از خودی بردہ خودی گرفتہ نجویدہ را خبرے نگرفتہ خدایا کارش ہمین حالش نگر یا در دلم لبا ز افتادہ را از خود مپند از رنگ مجازی برنیر با نقش حقیقی آمیز شعر

یار بے پروا و فریاد دل من بے اثر — من ز دل فریاد دارم ہم از فریاد رس

با یار گوید

بہار جہان را کہ دار و خزان — بہر غنچہ و گل ہمی بینی عیان
چہ شمشاد قد و چہ سرو سہی — زلیخا وش و صورت یوسفی

چه سیمین تن لاله رو و افسری ‎ نسیمے ست صبحے گلے چند روز
چه پولاد بازو و پیل پا پیل زور ‎ که این خواب گورست این خاک گور
چه نازی بدین مه رخی فرخی ‎ بخاک آخر آئی به این گلرخی
بدنیاے دون رفتنی گشتنی ‎ چه تدبیر و تزویر و دام افگنی
همین بس که با کردگار جهان ‎ نشانیم خاطر فشانیم جان
الٰهی بحق محمدؐ کریم ‎ نبیؐ شفیع رفیع رحیم
بحق ابوبکرؓ و عثمانؓ عمرؓ ‎ به بحر خلافت دُرِ نامور
بحق علیؑ صاحب هل أتی ‎ امام الهدی مصدر لافتی
بے آل و اصحاب خیر البشر ‎ همه از خطاے رضی درگذر
بده جرعه جام وحدت مرا ‎ ز عشق مجازی حقیقی نما

وزان پس ببر با خود از بیخودی +
منزه ز آز و ز حرص و بدی

تاریخ

ارمغانِ دوست جب ہوا طیار ‎ ہاتفِ غیب سے ندا آئی
مہر تاریخ دل نے فکر کیا ‎ حسن جانان کو فروغ ہوا

تاریخ

از عزیزی حکیم واجد علی مد اللہ عمرہ بن اخوی قاضی حکیم تراب علی مرحوم مغفور

عمر ما تحریر کرد این داستان ‎ شد عیان سر خفی راز نهان
گفت تاریخش چنین هاتف ز غیب ‎ با سر واجد بگیری ارمغان ۱۲۹۸

تاریخ

از عزیزی قاضی محمد فرید عالم صاحب رئیس قاضی پور متصل ڈومراؤن

کیا لکھی قاضی رضی نے یہ کتاب   سال طبع کہیے کوئی اب یادگار
دیکھکر اس ارمغان کو اے فرید   شاعرون کو بھی ہوا آج افتخار ۱۲۹۸ھ

تاریخ

از مولوی محی الدین صاحب تخلص متین رئیس قاضی پور وکیل عدالت سیوان مؤلف نسخہ ہفت گل

عزیزم معدن علم و لیاقت   فصیح و ناظم و کان بلاغت
بود نامش رضی مشہور عالم   خدایش زندہ دارد تا قیامت
کتاب ارمغان نیکو فسانہ   عیان گردید از شیرین مقالیت
از انداز مضامینش دمیدہ   بہر اوراق گلہائے لطافت

متین در سال تاریخش چنین گفت
ہمانا این گلستان فصاحت

تاریخ

از جناب مولوی محمد عبد الغفور صاحب قبلہ رئیس قاضی پورہ

ارمغان دوست مین نے دیکھا جب   لکھون تاریخ یہ ضرور ہوا
ارمغان دوست بیگمان لاریب   یادگار جہان غفور ہوا

تاریخ از عزیزی مولوی عیاض الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

بتحریر تاریخ این ارمغان   بسے جہد کردم بفکر دلی

چنین داد ہاتف بگوشم سروش
| عیاض از کلام جناب اخی
بسے گشت سرمست عیسیٰ شنید
| چو کیفِ کلامِ حکیمِ رضی

تاریخ

از مولوی مفتی محمد سعید صاحب رئیس قاضی پور شاعر متخلص بہ قادری

کتاب ارمغانِ قاضی رضی کی خوب ہے دیکھو
| نہیں شک قادری ہملا کہ وہ اہل لیاقت ہیں
کیا جب غور اس سال ہاتف نے کہا مجھسے
| عجب قصے کے قالب ہیں لکھے پند و نصیحت ہیں

قطعۂ تاریخ

از مفتی مہدی حسن صاحب برادر حقیقی مفتی مولوی وحید صاحب

کیا غور مہدی نے جب بہر سال
| کتاب رضی دیکھکر خوردِ کل
چٹک کر کہا غنچۂ فکر نے
| ہوا بلبل دل کو مرغوب گل

قطعۂ تاریخ از عزیزی فخر الدین مدعمرہ

ہم بھی فخر الدین کیوں شیدا نہوں
| یہ کتابِ ارمغان ہے بے مثال
دیکھکر قاضی رضی کی داستان
| جب خیال آیا لکھیں تاریخ سال
رو کے بہجت سے سخنور بول اٹھے
| واہ وا اے شاعرِ نازک خیال

تاریخ

از مولوی محمد عباس علی صاحب رئیس قاضی پورہ شاعر نازک خیال متخلص بہ مشتاق سررشتہ دار منصفی دربھنگہ

خوب بنوشت ارمغان دوست
| ہمہ در ارمغان بیان دوست
بر سر و چشم خویشتن مشتاق
| ہست از دوست ارمغانِ دوست

اے رضی مرحبا جزاک اللہ — شاد کردی ز داستان دوست
بہر تالیف او چہ خوش تاریخ — گشت پیدا از ارمغان دوست

حاسدا نیست ہدیۂ احباب
دست برکش ز ارمغان دوست
آز تخرجہ دست ۹۸ ۱۲ھ

تاریخ

از سید صداقت حسین صاحب ساکن گوپال پرگنہ بارہ علاقہ سب ڈویژن سیوان ضلع سارن

رضی نے ارمغان میں اے صداقت — کیے درج ایسے مضمون عبرت آمیز
فرشتے دیکھکر سکتے میں آئیں — لکھی وہ داستان حیرت انگیز ۱۲۹۸ھ

قطعۂ تاریخ

از حکیم ظہیر محی الدین صاحب ملازم مہاراجہ صاحب بہادر ڈومراؤں پرگنہ بھوجپور ضلع شاہ آباد

ارمغان قاضی رضی نے اے ظہیر — مرحبا لکھی ہے کیا ہی لاجواب
مصرعۂ تاریخ ہاتف نے کہا — واقعی بہتر کہی کیا یہ کتاب ۱۲۹۸ھ

تاریخ

از شفیق قلبی محب دلی حکیم تفضل حسین صاحب ساکن ڈومراؤں

مرے لطف فرما شفیق دلی — گلستان خوبی کے سرو سہی
بہار عنایت ریاض کرم — گل گلبن لطف قاضی رضی

شگفتہ کیا غنچۂ قصہ کو — نہ کیسطرح حاصل ہو دل کو خوشی
حدیقۂ حکایت کے ہر برگ پر — نصیحت لکھی ہے نصیحت لکھی
نسیم مضامین دلچسپ سے — شگفتہ ہوئی میرے دل کی کلی
بلاجب گل ارمغان پھول پھول — مرے بلبل خامہ نے یہ کہی
بکر فکر تاریخ دلمین ذرا — انفضل ہے یہ گل بہار رضی
۹۸ ۱۲۰

قطعۂ تاریخ

از مولوی علی حسن صاحب رئیس غازیپور متخلص حسن

کدھر ہے تو اے ساقی خوشخرام — مجھے سیر افسانہ مرغوب ہے
خدا کے لیے آج جی کھول کر — پلادے سے فکر مطلوب ہے
جناب حکیم محمد رضی — لیاقت سدا جنسے محجوب ہے
صفت اونکی ممکن نہین ہو سکے — طبیعت نہایت خوش اسلوب ہے
بہم کرکے مضمون نظم و نثر — کتاب ارمغان لکھی کیا خوب ہے
ہوئی فکر تاریخ جسدم مجھے — کہا دل نے تو لوح میعوب ہے

ارے کیون تو کہتا نہین اے حسن
یہ افسانہ لکھا بہت خوب ہے
۱۲ ۹۸

ایضاً

کہو اے حسن آج کس سوچ مین ہو — غم و رنج جانے دو قصہ سناؤ
یہان مجمع شاہدان سخن ہین — طبیعت کو بہلاؤ محفل مین آؤ
ہوئے قیس و فرہاد کے قصے کہنے — کوئی سانحہ تازہ مجھکو سناؤ

لیے ارمغان فکر تاریخ بھی ہو	کوئی مصرعۂ سال فصلی تبائو	

بھلا ہم بھی دیکھیں تو کیا کیا لکھا ہو
کلام رضی قابل دید لاؤ
۸۹ ۱۲ فصلی

ایضاً

کہاں ہو ای مری فکر رسا آج
تو شاید محو سیر آسمان ہو
اُترا اب زمین شعر مین تو
کھلا دے گل دل بلبل طپان ہو
دکھا دے بحر مضمون کا تموج
نہایت جوش پر طبع روان ہو
طبیب حاذق قاضی رضی نے
لکھی اچھی کتاب ارمغان ہو
زمانے مین کوئی ہمسر نہین ہو
حقیقت مین وہ فخر شاعران ہو
غنیمت ہو وہ یکتاے زمانہ
جوان و پیر کو دکہ مدح خوان ہو
دل عاشق ہو جس سے پارہ پارہ
وہ جوہر دار تیغ داستان ہو
عجب بندش سے اس نظم و نثر مین
کیا راز نہان کیسا عیان ہو
کیا ہو بند اک کوزے مین دریا
یہ اعجاز مسیحاے زمان ہو
کہا مجسے یہ اکدن ای حسن تم
لکھو تاریخ بس ختم بیان ہو
ہوا اسطرح جب ارشاد عالی
یہ سمجھا مین کہ گو بار گران ہو
مگر لکھنا پڑیگا مجکو بے شک
کہ فرمان رضی اب حرز جان ہو
اسی عرصے مین ہاتف نے پکارا
حسن یہ خوض کیسا تو کہان ہو
سنا ہو مژدے بلبل سے یہ اکثر
گل مضمون بہار بے خزان ہو
۱۸ ۱۲

تاریخ

از مکرمی منشی شیو بھجن لال صاحب سیاکن کاروں ضلع غازیپور

ہاں رضی نے ارمغان میں کس تلاش و فکر سے	لکھے ہیں مضمون رنگین شیو بھجن یہ لاجواب
وقت فکر سال و سن بلبل ہوئی نو تعرہ زن	صفحۂ قرطاس پہ پھولا ہے گلشن بے حساب ۱۲۹۸ھ

تاریخ

از مولوی عبدالرحمن صاحب اہلمد فوجداری غازیپور

لطف فرما مرے حکیم رضی	اور بھی دنیا میں ہے غنیمت ذات
ارمغان دوست اک کتاب لکھی	حیرت انگیز اوسمیں ہیں حالات
عیسوی سن میں عبدرحمان نے	غور جب کی سنی صدا اون رات

عشق کے دام میں نہ پھر پھنسنا
بات ہے اب گذشتہ را صلوات ۱۸۸۱ء

خاتمة الطبع

بتائید خدا سے اندنوں میں داستان لطافت بنیان حیرت انگیز عبرت آمیز کہ جسکا ہر فقرہ مسلسل روانی عبارت اور موج خیزی مضامین ندرت گفتاری میں سراپا مغز بے پوست ہے جسکا نام ارمغان دوست ہے جسکو شاعر عدیم المثال سخنور خوش فکر نازک خیال حکیم قاضی محمد رضی صاحب تخلص رضی نے تصنیف فرمایا حسب ایماء مصنف موصوف بمقام لکھنؤ مطبع نامی منشی نول کشور میں بماہ جنوری ۱۸۸۲ء مطابق ماہ ربیع الاول ۱۲۹۹ھ حلیۂ انطباع سے آراستہ ہوئی اللہ تعالے مطبوع اہل عالم فرماوے